قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر۔ ابو سعید
Online Edition
جمعۃ المبارک 28 مئی 2021ء | 15 شوال 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 126

فرمانِ رسول ﷺ

تواضع اور خاکساری

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البر و الصلة باب استحباب العفو و التواضع)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

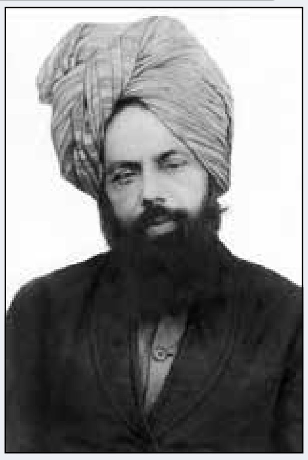

عبودیت کا اعتراف

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضورؐ کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ (الکہف: 111) ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ ٔ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔ جس کے بدوں مسلمان، مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ سوچو اور پھر سوچو، پس جس حال میں ہادیٔ اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 74۔ ایڈیشن 1988)

پھر فرماتے ہیں:

’’جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے۔ وہ نقصان ہی اٹھاتا ہے۔ اور نہ نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک نجار تھا۔ اس کی عورت بیمار ہوئی اور آخر وہ مر گئی۔ اس نے کہا اگر خدا ہوتا تو میں نے اتنی دعائیں کیں تھیں وہ قبول ہو جاتیں اور میری عورت نہ مرتی۔ اس طرح پر وہ دہریہ ہوگیا۔ لیکن سعید اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اس کا ایمان بڑھتا اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے۔ زمین کی دولتیں خدا تعالیٰ کے آگے کیا چیز ہیں۔ وہ ایک دم میں سب کچھ کرسکتا ہے۔ کیا دیکھا نہیں کہ اس نے اس قوم کو جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیا۔ اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان اگر تقویٰ اختیار کرے۔ خدا تعالیٰ کا ہو جاوے تو دنیا میں اعلیٰ درجہ کی زندگی ہو۔ مگر شرط یہی ہے کہ صادق اور جواں مرد ہو کر دکھائے۔ دل متزلزل نہ ہو اور اس میں کوئی آمیزش ریاکاری و شرک کی نہ ہو۔

ابراہیم علیہ السلام میں وہ کیا بات تھی جس نے اس کو ابو الملت اور ابو الحنفاء قرار دیا اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس قدر عظیم الشان برکتیں دیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں یہی صدق اور اخلاص تھا۔

دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا کی تھی کہ اس کی اولاد میں سے عرب میں ایک نبی ہو۔ پھر کیا وہ اسی وقت قبول ہوگئی؟ ابراہیمؑ کے بعد ایک عرصہ دراز تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس دعا کا کیا اثر ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں وہ دعا پوری ہوئی اور پھر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 419۔ 420۔ ایڈیشن 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا۔

(الفرقان: 64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ان عباد الرحمن میں سے سب سے بڑے عبد رحمن وہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی قوت قدسی نے عباد الرحمن پیدا کئے۔ تکبر سے رہنے والوں کو عجز کے راستے دکھائے۔ ان کے ذہنوں سے غلام اور آقا اور امیر اور غریب کی تخصیص ختم کر دی۔ یہ سب انقلاب کس طرح آیا۔ یہ اتنی بڑی تبدیلی دلوں میں کس طرح پیدا ہوئی۔ کیا صرف پیغام پہنچانے سے؟ تعلیم دینے سے؟ نہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود بھی عبدیت کے اعلیٰ معیار آپؐ نے قائم کئے۔ خود بھی یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے دکھا کر اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھایا کہ جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں اس کے اعلیٰ معیار بھی تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے آپؐ نے عمل سے دکھائے کہ یہ میری زندگی کے ہر پہلو میں نظر آئیں گے۔ معاشرے کے غریب اور کمزور طبقے سے بھی میرا یہی سلوک ہے، جاہل اور اجڈ لوگوں سے بھی میرا یہی سلوک ہے، بڑوں سے بھی یہی سلوک ہے اور چھوٹوں سے بھی یہی سلوک ہے۔ اور یہی سلوک ہے جو میری زندگی کے ہر لمحے میں ہر ایک کے ساتھ تمہیں نظر آئے گا۔ اور یہی کچھ دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو یہ سند عطا فرمائی کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 5) یعنی ہم قسم کھاتے ہیں کہ تو اپنی تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس قسم نے آپؐ کو عاجزی میں اور بھی بڑھایا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے میرے حق سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ پہلے بنایا ہے اور رسول بعد میں۔

(مجمع الزوائد للهيثمي -كتاب علامات النبوة -باب في تواضعه)

اور حضرت حسینؓ کا یہ جو بیان ہے یہ کسی شخص کے اُس رویّہ پر ہے جس نے آپؐ سے بے انتہا محبت کر کے غیر ضروری طور پر بعض الفاظ آپؐ کے لئے استعمال کر دیئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم جو میرے لئے الفاظ استعمال کر رہے ہو مجھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اپنے لئے یاد ہے کہ یہ الفاظ آپ نے اپنے لئے فرمائے تھے کہ مجھے بھی میرے حق سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرو۔ پس یہ ہے عاجزی کی وہ اعلیٰ مثال جو آپؐ نے اپنی اولاد در اولاد میں بھی پیدا کر دی کہ یاد رکھو کہ میں بھی اللہ کا بندہ ہوں یعنی بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ (الکہف: 111) کی وضاحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ پھر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھ پر وحی نازل فرمائی اور اپنا رسول بنایا۔ یہ اعلیٰ درجہ کی ہدایت اور آپ کا جواب آپ کے مقام کو اور بھی بلند کرتا ہے۔ آپ کیونکہ ایک اعلیٰ درجہ کے عبد کامل تھے اس لئے یہ تعلیم دی اور اس پہ بڑا زور دیا کہ مجھے اللہ کا بندہ ہی سمجھنا۔

(خطبہ جمعہ 11/ مارچ 2005ء)

اس شمارہ میں

- میرے ساتھ ساتھ چلا کرے، کوئی ایسی راہ وفا کرے (منظوم)
- غم میں لپٹی ہوئی خوشی کی خبر
- سانحہ 28 مئی 2010: جو میں نے دیکھا!
- سانحہ دارالذکر لاہور 28 مئی 2010

دربارِ خلافت

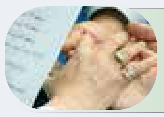

اس وقت میں چند واقعات پیش کروں گا جو اُن لوگوں کے ہیں جو رؤیا کے ذریعے سے جماعت میں شامل ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلامِ صادق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے دنیا میں بھیجا۔ آپؑ کا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا نہیں بلکہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور جو کچھ بھی آپ نے فیض پایا آپؐ کی غلامی سے پایا۔ آپؑ ایک جگہ ''رسالہ الوصیت'' میں فرماتے ہیں کہ:

''نبوتِ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اُس میں فیض ہے۔ اس نبوّت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311)

پس آپ نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پیروی کی وجہ سے اُس مقام تک پہنچایا جو نبوت کا مقام ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف کامل پیروی بھی کافی نہیں ہے یا کامل پیروی کی وجہ سے انسان نبی نہیں بن جاتا کیونکہ اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ ہاں اُمّتی اور نبی دونوں لفظ جب جمع ہوتے ہیں، دونوں کا اجتماع جو ہے، اس پر وہ صادق آ سکتی ہے، کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کی وجہ سے اور آپ کی کامل پیروی اور عشق کی وجہ سے نبوت کا مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ یعنی نبوت کا مقام اُمّتی ہونے کی وجہ سے ملا اور اس عشق کی وجہ سے ملا۔ اُمتی ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات سے نواز کر آپ کے حق میں نشان دکھا کر ایک دنیا کی توجہ آپ کی طرف پھیری اور یہ سلسلہ جو آپ کے دعویٰ سے شروع ہوا آج تک چل رہا ہے اور نیک طبع اس جاری فیض سے فیض پا رہے ہیں اور آپ کی بنائی ہوئی جماعت میں، آپ کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں بھی اپنے آقا کی پیروی میں جو فیض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا، اُس سے وہی فائدہ اُٹھا رہا ہے جو آپ کے بعد اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ آپ کی خلافت سے منسلک ہے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو آپ کی صداقت کے بارے میں رہنمائی فرماتا ہے، فرما رہا ہے اور اس رہنمائی کی وجہ سے لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت بھی برحَق ہے، ان لوگوں کو رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے آپ کے ساتھ آپ کے خلفاء کو بھی دکھا دیتا ہے جس سے اُن کا ایمان اور تازہ ہوتا ہے۔

اس وقت میں چند واقعات پیش کروں گا جو اُن لوگوں کے ہیں جو رؤیا کے ذریعے سے جماعت میں شامل ہوئے، دنیا کے مختلف کونوں کے لوگ، دنیا کے مختلف ملکوں کے لوگ، مختلف رنگ کے لوگ، مختلف نسل کے لوگ۔

گیمبیا کے ایک صاحب ہیں، وہاں کے Wellingara گاؤں کے ہیں، Modou Nijie صاحب۔ اُن کا جماعت سے رابطہ 2003ء کے آخر پر ہمارے داعیانِ الی اللہ کے ذریعے سے ہوا۔ اُس وقت وہ تیجانیہ (Tijaniyya) فرقہ (یہ تیجانیہ فرقہ افریقہ میں بڑا عام ہے) سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ لیکن اُنہیں دین کا کوئی شعور نہیں تھا۔ بس جس طرح عام مسلمانوں میں طریق ہے مُلّاں کے غلام تھے، جو اُس نے کہہ دیا کر دیا، اسلام کا کچھ پتہ نہیں۔ نشے کے بھی عادی تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے وہ کہتے ہیں میں نے خواب دیکھی کہ ایک جنگل میں جھاڑیوں کی صفائی کر رہا ہوں اور خواب میں ہی شدید محنت و مشقت کے بعد بالآخر وہ جگہ صاف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ ایک صاف ستھری سفید اور چمکدار جگہ میں تھے۔ پھر انہوں نے خواب میں خدا کے ایک بزرگ برگزیدہ شخص کو دیکھا جو اپنے صحابہ کے ساتھ تھے۔ دیکھا کہ یہ بزرگ بقیہ صفحہ 4 پر

میرے ساتھ ساتھ چلا کرے، کوئی ایسی راہ وفا کرے

میرے ساتھ ساتھ چلا کرے، کوئی ایسی راہ وفا کرے
وہ ترا خیال جمال ہے جو قدم قدم پہ نبھا کرے
تیرے بعد اے میرے راہنما! یہ عجیب عالم شوق ہے
نہ ہی تارے دل کو بھلے لگیں، نہ ہی چاند اچھا لگا کرے
''جسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی میری خلوتوں کی اداسیاں''
وہ خدا رسول کے پاس ہے، وہ بہشت میں ہی رہا کرے
تو نے دیپ ایسے جلا دیئے کہ کبھی نہ پھر سے اندھیر ہو
اے مرے وطن کے مسافر! تری لحد پہ وہ ضیاء کرے
کبھی دوریاں، کبھی رت جگے، کبھی سلسلے ہیں ملال کے
مرے پاس دل بھی تو ایک ہے جو یہ سارے درد سہا کرے
''مری چاہتیں، مری قربتیں، جسے یاد آئیں قدم قدم''
کبھی اس طرف، کبھی اس طرف، کبھی دل کے پار صدا کرے
یہ خدا کا ہی بڑا فضل ہے کہ وطن وطن میں ہے روشنی
اگر ایک چاند ہے چھپ گیا تو نیا بھی آ کے ضیاء کرے
ترے ساتھ بھی ہے وہی خدا جو سدا سے کرتا رہا وفا
ترے منہ سے جو بھی نکل گیا، ہے مرا یقیں، وہ خدا کرے
ترے لفظ لفظ حقیقتیں، یہ جو حکم ہیں یا نصیحتیں
مری روح بھی، مرا جسم بھی، مرا رَواں رَواں وفا کرے
وہی راستے، وہی منزلیں، فقط ایک چاند بدل گیا
جسے خود خدا نے کھڑا کیا، تو وہ قافلہ نہ لٹا کرے
مرا دل جگر کوئی تھام لے کہ فراز! اب ہوئی انتہا
مری دسترس میں نہیں ہے دل، یہ عجیب حشر بپا کرے

(اطہر حفیظ فراز)

(شاذیہ باسط خان۔ آسٹن امریکہ)

غم میں لپٹی ہوئی خوشی کی خبر

28 مئی کے حوالے سے ایک تحریر

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

(سورہ البقرہ آیت 155)

28 مئی 2010ء کے دن کا آغاز معمول کے مطابق ہوا۔ جمعہ کا دن تھا اور احمدی گھرانوں میں فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق جمعہ کا دن عید کی ہی طرح ہوتا ہے۔ 28 مئی کو بھی احباب نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز پڑھنے مساجد گئے۔ لیکن نہیں۔۔۔ یہ معمول کا دن نہیں تھا۔۔۔ یہ ایک بہت خاص دن تھا۔۔۔ اس دن نے جماعت احمدیہ کی تاریخ کو ایک نیا موڑ دینا تھا، ایک نئی تاریخ رقم کرنی تھی۔ آج احمدیوں کے صبر اور حوصلے کو آزمایا جانا تھا۔ آج ہی کے دن نے تو بتانا تھا کہ چاہے کیسا ہی ابتلاء کیوں نہ آجائے، احمدی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ آج ہی کے دن تو معلوم ہونا تھا کہ کیسے آخرین اوّلین سے جا ملیں گے۔ چودہ سو سال پہلے کی قربانیاں جو صحابہ کرامؓ نے دیں آج اس یاد نے تازہ ہونا تھا۔

اس دن جماعت احمدیہ لاہور کی دو بڑی مساجد دارالذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن پر دہشت گردوں نے اس وقت حملہ کیا جب تمام احمدی احباب انصار، خدام، اور اطفال مساجد میں جمعہ کی نماز کے لئے جمع ہو چکے تھے۔

دہشت گردوں نے ظلم و بربریت کی انتہا کردی تو دوسری طرف جماعت احمدیہ نے صبر کی انتہا کردی۔ نہتے نمازیوں پر فائرنگ، بم اور گرنیڈ سے حملہ کرنا، بے دریغ معصوم لوگوں کو شہید کرنا، لاشوں پر لاشیں گرانا۔ ایسے میں تو چیخوں اور آہ و بکا پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے لیکن آفرین ہے اس خدائی جماعت پر، اس روحانی زخمی فدائیان علی اللہ پر کہ کہیں سے آہ و بکا کی آواز نہیں آئی۔ کہیں چیخ و پکار سنائی نہیں دی۔ بیت النور میں مربی سلسلہ مکرم محمود احمد شاد صاحب نے احباب کو دعائیں پڑھنے کے لئے کہا اور خود اونچی آواز سے درود شریف پڑھتے رہے، دعائیں کرتے رہے اور آہستہ آہستہ یہ آواز دھیمی ہوتی چلی گئی اور پھر یہ آواز تاریخ احمدیت میں امر ہوگئی۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔ مربی سلسلہ شہید ہوگئے۔

دارالذکر میں بھی صورتحال بیت النور سے مختلف نہ تھی بلکہ زیادہ سنگین تھی۔ یہاں احباب جماعت کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ دہشت گرد بھی زیادہ تھے۔ لیکن جماعت کا صبر وہمت کا نمونہ ایک دنیا نے دیکھا۔ اس نہایت ظالمانہ اور بہیمانہ حملہ کے نتیجہ میں 86 احمدی شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اجتماعی شہادت کا یہ سب سے بڑا اور نہایت دردناک واقعہ ہے۔

امیر صاحب لاہور شیخ منیر احمد صاحب کو خدام نے کہا کہ آپ چلے جائیں آپ کی جان زیادہ عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک یہاں ایک شخص بھی جماعت کا ہو میں نہیں جاؤں گا۔ پھر امیر صاحب لاہور نے خدام کو کہا کہ آپ اپنی جانیں بچائیں تو خدام نے کہا کہ جہاں امیر صاحب ہیں وہاں ہم ہیں۔ ان خدام کا جذبہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا نہ تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بُلند پایہ صحابہ اجمعین کے مشابہہ تھا اور یہی خدام امیر صاحب کے دائیں اور بائیں فائرنگ سے گرتے رہے۔ امیر صاحب لاہور کے سینے میں تین گولیاں لگیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں سُرخرو ہوئے اور رُتبہ شہادت پا گئے۔ آخری وصیت امیر صاحب کی جماعت کے لئے یہی تھی کہ درود شریف پڑھیں

(یہ واقعہ امیر صاحب لاہور کی اہلیہ نے بوقت تعزیت بیان کیا)

کیا ایسے مخلص لوگ جماعت احمدیہ کے علاوہ کہیں اور مل سکتے ہیں، جہاں ہر شخص دوسرے کو بچانے کی کوشش میں تھا۔ ہر زخمی دوسرے کو پانی پلانا چاہتا تھا۔ بچے جو زندہ بچ گئے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ کاش ہم بھی شہید ہوتے۔ اس وقت کی صدر مجلس بیت التوحید محترمہ تبسم زکریا صاحبہ کا بیٹا اس خون کی ہولی سے بچ کر آیا تو گھروالوں نے کہا کہ ہمیں تمہارے غازی ہونے کی خوشی ہے لیکن اگر تم شہید ہوتے تو ہمیں فخر ہوتا۔ مکرمہ عطیہ عارف صاحب اہلیہ محمد عارف نسیم صاحب کے بیٹے نے گرنیڈ ہاتھ سے روک کر اپنی قربانی دے کر اپنے احمدی بھائیوں کو بچایا۔ بہت سی مائیں ایسی تھیں کہ جن کا ایک بیٹا شہید تو دوسرا ہاسپٹل میں زخمی تھا۔ ایک شخص کے دو جوان بیٹے شہید ہو گئے تھے۔ یہ ہے وہ خدائی جماعت اور یہ ہیں وہ عظیم مائیں جو عام دنیاوی ماؤں کی طرح آہ و بکا کرنے، بین کرنے اور ماتم کرنے کے بجائے خدا تعالیٰ کی رضا میں راضی بہ رضا تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مرزا غلام قادر شہید کی شہادت پر فرمایا تھا کہ

’’ناز بھی ہے اور غم بھی۔۔۔۔‘‘

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ نمبر 10)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

’’غم اور خوشی کی خبر ہے خوشی اسلئے کہ شہادت جو اللہ کی طرف سے نصیب ہو وہ دائمی زندگی کی بشارت ہوتی ہے۔ بہت عظیم خبر ہوتی ہے اور اس میں پہلوں کے لئے غم بھی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔‘‘

(اردو کلاس سے اپریل 1999)

پس یہ غم میں لپٹی ہوئی خوشی کی خبریں ہیں کہ نم ناک آنکھوں سے مائیں بیٹوں کی شہادت کی مبارکبادیں وصول کر رہی تھیں اور بیویاں اپنے خاوندوں کی شہادت پر شاداں و فرحاں تھیں، اور یوں جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا بیان کو عملی طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

محترمہ اہلیہ امیر صاحب لاہور صبر و سکون اور حوصلے کی ایک چٹان دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ بیان کر رہی تھیں کہ امیر صاحب نے دنیاوی اور جماعتی طور پر ایک شاندار زندگی گذاری اور ایک شاندار طریقے سے انہوں نے دنیا سے ناطہ توڑا۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ تین دن پہلے انہیں خواب میں آواز سنائی دی کہ ’’خاتمہ بالخیر‘‘۔ یہ آواز انہیں تین مرتبہ سنائی دی۔ آپ نے یہ خواب امیر صاحب کو سنائی تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے یا آپ کے جس کے بارے میں بھی یہ خواب ہے۔ اچھا خواب ہے۔ حضور کو بھی یہ خواب فیکس کی گئی اور بالآخر امیر صاحب کا خاتمہ، خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ دہشت گردوں نے اپنے ہاتھ بے گناہوں کے خون سے رنگ دئے لیکن شہدائے جماعت کو ہمیشگی کی زندگی عطا کر گئے۔۔

مکرم ملک عبد الرشید صاحب شہید شمالی چھاؤنی کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ملک صاحب اکثر کڑک ہاوس لاہور میں جمعہ پڑھتے تھے۔ 28 مئی کو انہوں نے کہا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثواب کی خاطر بڑی مساجد میں بھی جمعہ ادا کرنا چاہیے۔ آپ جمعہ ادا کرنے دارالذکر گئے اور شہادت کا درجہ پا گئے ایسا لگتا تھا کہ جیسے انہیں بلاوا آیا ہو۔

مکرم رشید ہاشمی صاحب شہید کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ دو تین جمعہ سے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے آپ جمعہ پڑھنے نہیں جا رہے تھے۔ اس دن آپ نے صبح سے کہنا شروع کر دیا کہ جمعہ پڑھنے دارالذکر جانا ہے کہ کہیں بیٹیاں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے روک نہ لیں۔ سو آپ دارالذکر گئے اور شہادت کا درجہ پا گئے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ شہادت کا درجہ پانے کے لئے یہ لوگ خود بخود کھنچے کھنچے دارالذکر اور بیت النور گئے۔

مکرم رشید ہاشمی صاحب کی بیٹی خالدہ تنویر صاحبہ بیان کرتی ہیں

کہ ان کے والد دارالذکر مسجد میں اور شوہر بیت النور میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے گئے تھے۔ میں دعائیں کر رہی تھی کہ والد صاحب کی شہادت کی خبر اور شوہر کے غازی ہونے کی خبر ملی۔ الحمدللہ

جنرل (ر) ناصر احمد صاحب کے اہل خانہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شاندار فوجی افسر کی زندگی انہوں نے فوج میں گذاری۔ فوج میں تو انہیں شہادت کا موقع نہیں ملا کیونکہ انہوں نے دین کی راہ میں شہادت کا مرتبہ پانا تھا سو ایک شاندار موت سے ان کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔

شیخ محمد یونس صاحب چند ماہ پہلے اقبال ٹاؤن سے واپڈا ٹاؤن شفٹ کر گئے، شاید شہادت کی خوشبو انہیں کھینچ کر لے گئی۔ یہ فیملی تقریباً دو سال پہلے ربوہ سے لاہور شفٹ ہوئی تھی۔

دارالذکر کے باہر ایک ملا جماعت احمدیہ کی مساجد پر حملے کی لوگوں کو مبارکباد دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حملہ کرنے والے سیدھے جنت میں جائیں گے۔ بعض جگہوں پر مولویوں نے مٹھائیاں بھی تقسیم کیں۔ کیا یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کے دعویدار ہیں کہ جن کا فرمان تھا کہ دشمن کی موت پر بھی خوشی مت کرو۔ ایک خادم نے بتایا کہ اس حادثے نے اس کی سستی اور کمزوریاں دور کر دیں اور اس کا ایمان پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ بے شک آزمائشیں اور ابتلاء خدائی جماعتوں کو ختم نہیں کر سکتیں بلکہ ان کو حوصلہ اور ثبات دینے کے لئے آتی ہیں۔ ان کو مضبوط کرتی ہیں اور پہلے سے کئی گنا زیادہ ایمان اور تعداد میں بڑھاتی ہیں۔

ایک دنیا نے جماعت کے صبر، عزم و ہمت اور حوصلے کا یہ نظارا دیکھا۔ مساجد سے انہیں کہیں چیخ و پکار سنائی نہ دی۔ ربوہ تدفین کے لئے جنازے جاتے رہے اور نہایت صبر اور حوصلے سے ان کی تدفین ہوتی رہی۔ ہر آنکھ اشکبار تھی لیکن ہمت بلند تھی، اگر کسی کے رونے کی آواز نکلتی تو دوسرا اسے تسلی دیتا کہ یہ جماعت احمدیہ کا شیوہ نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ان کے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر ایک صحابی نے دریافت کیا کہ حضور آپ بھی روتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اولاد سے محبت کا جذبہ ہے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے مگر ہم ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے کہ جس سے ہمارا رب ناراض ہو

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شہدائے لاہور کے بارے میں بیان فرماتے ہیں

"ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمان اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں اور ان کہکشاؤں نے ہمارے لئے نئے راستے متعین کر دئے ہیں۔۔"

"یہ سب لوگ۔۔۔احمدیت کی تاریخ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2010ء)

آج اس روئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو وہ پاکیزہ نمونے دکھا رہی ہے جو اوّلین نے دکھائے اور بے شک جماعت احمدیہ ہی آخرین کی وہ جماعت ہے جو اوّلین سے جا ملے گی۔

نوٹ: مکرمہ صاحبزادی بی بی فوزیہ شمیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور اور ان کے زیر نگرانی صدرات و عاملہ مجالس لاہور نے 28 مئی کے شہداء کے گھروں میں جا کر تعزیت کی۔ دوران تعزیت گھروالوں نے جو بیان کیا۔ ان کو اسی وقت احاطہ تحریر میں لایا گیا اور وہ اس مضمون میں درج کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شہداء کے درجات بلند فرماتا چلا جائے آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اُنہیں اپنی طرف بلا رہے ہیں کہ اگر اپنی اصلاح مقصود ہے تو میری طرف آؤ۔ تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب، اس طرح کی، اس سے ملتی جلتی، تقریباً یہی مضمون احمدیت قبول کرنے سے قبل تین دفعہ دیکھی اور پھر انشراحِ صدر کے ساتھ احمدیت میں شامل ہو گئے۔ بیعت کرنے کے بعد اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر دکھائی گئیں تو ان تصاویر میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھتے ہی وہ بول اُٹھے کہ یہی وہ خدا کے برگزیدہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں اپنی طرف بلا رہے تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اِن میں ایک انقلاب پیدا ہوا، ایک تبدیلی آئی۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کے عادی ہو گئے، انہوں نے قرآنِ کریم پڑھنا سیکھا، دیگر تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا اور پھر بڑی عمر کے ہونے کے باوجود قرآنِ کریم مکمل کرنے کے بعد بڑے شوق سے اپنی آمین بھی کروائی۔ اس کے بعد اپنے بچوں اور دیگر احمدی بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانا شروع کیا۔ (اس بڑی عمر میں سیکھا بھی اور پھر آگے اس کو عام بھی کیا)۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صاحب اب موصی ہیں، تہجد کی باقاعدگی سے ادائیگی کرنے والے ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے بھی اس تبدیلی کو محسوس کیا۔ ان کے عزیز کہتے ہیں کہ جب ہم اِن کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین نہیں آتا کہ یہ وہی شخص ہے جس میں یہ انقلاب برپا ہوا۔

پھر گیمبیا کے ہی ایک استاد ہیں استاد عیسیٰ جوف صاحب۔ امیر صاحب نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت چھوٹی عمر میں جب مَیں کیتھولک فرنچ سکول میں پڑھتا تھا اُس وقت میری عمر دس سال تھی جب میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک پرانے گھر میں جس میں روشنی بھی کافی مدھم ہے اُس میں سو رہا ہوں۔ جب میں نے چھت کی طرف دیکھا تو چھت نہیں تھی۔ آسمان پر مجھے ایک شخص نظر آیا جس نے سرخ رنگ کی چادر اور سنہری پگڑی زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ شخص مجسم نور تھا اور اُس کے ارد گرد روشنی کا ایک ہالہ تھا۔ وہ آسمان سے میری طرف آ رہا تھا۔ وہ شخص درود شریف پڑھ رہا تھا جیسے ہم احمدی پڑھتے ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ کہتے ہیں جب میں سولہ سترہ سال کا ہوا اُس وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جھاڑیوں سے گزرتا ہوا ایک متروک اور پرانے مکان تک آیا لیکن اس مرتبہ مکان کی مرمت اور تزئین و آرائش ہو چکی تھی۔ اُس کی دیواریں سفید اور دروازے اور کھڑکیاں سبز رنگ کی تھیں۔ مجھے خواب میں ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ اب یہ جگہ متروک نہیں رہی بلکہ اُسے عزت و حرمت دی گئی ہے۔ جب میں نے مالک مکان کے آنے سے قبل ہی مکان سے نکلنا چاہا اُس موقع پر ایک بزرگ شخص باہر آیا اور مجھے آواز دی۔ میں خوفزدہ ہو گیا اور انکار کر دیا۔ اس بزرگ نے دوبارہ آواز دی۔ مَیں نے کہا میں اس وقت نہیں آؤں گا جب تک مجھے نہیں بتاتے کہ تم کون ہو؟ اُس بزرگ نے جواب دیا میں آخری ایام میں آؤں گا سو میں آیا ہوں تم خوف نہ کرو۔ اس پر مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور میں اس بزرگ کے ساتھ ایک دفتر میں گیا جس میں کچھ لیبارٹری کی طرح کے آلات پڑے ہوئے تھے۔ اس بزرگ نے کہا یہ میری لیبارٹری ہے اور میں کیمیا دان ہوں۔ مجھے اس بزرگ سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوگئی۔ میں نے اس بزرگ سے کہا کہ آپ مکان میں افسردہ تنہا زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا ہماری تحریک ہر جگہ تنہا لوگوں کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہم ان تمام پیاروں اور تنہا لوگوں کی مجلس میں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں ان بزرگ سے الگ ہو گیا اور کہتے ہیں جب میری آنکھ کھلی ہے تو اُس بزرگ کی محبت سے میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس بزرگ کی انسانیت کے لئے خدمات کے باوجود تنہا زندگی پر افسردہ تھا۔ دس سال بعد جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو یہ بعینہٖ وہی بزرگ تھے جو مجھے دونوں خوابوں میں نظر آئے تھے۔ پہلی خواب میں آسمان سے نازل ہوئے اور دوسری خواب میں بزرگ کی صورت میں۔ اب دیکھیں بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 3/ جون 2011ء)

میرے شفیق و مہربان سُسر مکرم چوہدری محمد انور صاحب بھٹی

بشریٰ نذیر آفتاب بنت نذیر احمد خادم، سسکاٹون، کینیڈا

میرے نہایت قابلِ صد احترام سُسر مکرم چوہدری محمد انور صاحب بھٹی 8؍فروری 2012ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 81 سال کی عمر میں چک 166/مراد ضلع بہاولنگر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ 1931ء میں مکرم چوہدری غلام قادر صاحب اور مکرمہ نور بیگم صاحبہ کے گھر کھو بھٹی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کی پیدائش سے اٹھارہ دن پہلے 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ آپ صغر سنی میں ہی تھے کہ والدہ کے سایۂ عاطفت سے بھی محروم ہو گئے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے آپ کی پھوپھی جان مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ اور پھوپھا میاں مکرم محمد سلطان خان صاحب کو۔ اس نیک سیرت جوڑے نے آپ کی پرورش کے ساتھ ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھا۔ اسی طرح آپ کے بہن بھائیوں نے بھی آپ کا بہت خیال رکھا اور آپ کو والدین کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ آپ سات بہن بھائیوں میں جن میں مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب، مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب، مکرمہ زینب بی بی صاحبہ، مکرمہ صغریٰ بی بی صاحبہ، مکرم اقبال بیگم صاحبہ اور مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ شامل ہیں، سب سے چھوٹے تھے۔

خاندان میں احمدیت

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والدمحترم چوہدری غلام قادر صاحب کے چچا زاد بھائی مکرم چوہدری لاب دین صاحب کے ذریعہ آئی۔ مکرم چوہدری لاب دین صاحب کے سُسر مکرم حاجی کریم بخش صاحب احمدی ہو چکے تھے۔ اُن کی تبلیغ کے نتیجے میں مکرم چوہدری لاب دین صاحب نے 1914ء میں احمدیت قبول کی۔ مکرم چوہدری لاب دین صاحب نے بیعت کے بعد اپنی برادری میں تبلیغ شروع کر دی۔ ان کی کوششیں ثمر آور ثابت ہوئیں۔ غالباً 1915ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اُن کے خاندان کے چند افراد جن میں محترم غلام قادر صاحب، محترم غلام نبی صاحب منہاس، محترم قاضی نور محمد صاحب اور چند دیگر افراد جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت کی سعادت پائی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

آپ کے والد مکرم چوہدری غلام قادر صاحب کھو بھٹی (سیالکوٹ) کے نمبردار تھے۔ اسی طرح آپ چک 166/مراد کے بھی پہلے نمبردار رہے۔ مکرم چوہدری غلام قادر صاحب بڑے معاملہ فہم، زیرک اور بہت اثر و رسوخ والے انسان تھے۔ سارے علاقے میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ آپ بڑے صائب الرائے انسان تھے۔ لوگ اپنے فیصلے کروانے کے لئے آپکے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ بہت دعا گو اور متقی انسان تھے۔ آپ خشوع وخضوع سے نمازیں ادا کرنے والے، تہجد گزار اور عالم باعمل تھے۔ قرانِ کریم سے والہانہ عشق تھا۔ خلیفۂ وقت کیساتھ صدق و وفا کا تعلق تھا۔ باقاعدگی سے جلسہ سالانہ پر قادیان جاتے۔ انہیں 1930ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان دارالامان میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ سے واپسی پر ٹھنڈ لگ جانے کے باعث نمونیہ کی شکایت ہوگئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس طرح چند ماہ کی علالت کے بعد 7؍مارچ 1931ء کو وفات پا گئے۔

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ مکرم چوہدری غلام قادر صاحب اور ان کی برادری کے افراد کو قبولِ احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مخالفین گاہے بگاہے ایک مولوی محمد شفیع صاحب سنگھروتی کو گاؤں میں لے آتے جو افراد جماعت کے خلاف نفرت آمیز باتیں کرتا اور گاؤں کے لوگوں کو مخالفت پر ابھارتا۔ مکرم چوہدری غلام قادر صاحب ان مولوی صاحب کے زہریلے اثر کو دُور کرنے کے لیے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو بارہا قادیان سے کھو بھٹی لیکر آتے، مولانا موصوف گاؤں میں لوگوں سے خطاب کرتے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرتے نیز لوگوں کے اعتراضات کے کافی و شافی جوابات دیتے۔ مکرم چوہدری غلام قادر صاحب کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مکرم چوہدری غلام نبی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ’’غلام قادر کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمد انور ہوگا اور وہ تیرے بھائی کی کمی کو پورا کرے گا۔‘‘ اس خواب کے عین مطابق میرے سُسر اپنے والد صاحب کی وفات کے اٹھارہ دن بعد پیدا ہوئے اور اُن کا نام محمد انور رکھا گیا۔

سیرت اور خدمتِ خلق

میرے سُسر درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ تھے نیز اپنی زمینوں کی نگہداشت بھی کرتے تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ صلح کاری اور خدا پرستی آپ کا شِعار تھا۔ پنجوقتہ نماز کے عادی، پرہیز گار، مہمان نواز، غریب پرور اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے۔ نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے والے اور خلیفۂ وقت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے وجود تھے۔ یہی خوبیاں آپ نے اپنی ساری اولاد میں بھی پیدا کیں۔ آپ نے بچوں کی تربیت کے لئے جماعتی اخبار و رسائل لگوائے ہوئے تھے۔ خود بھی باقاعدگی سے اُن کا مطالعہ کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے۔ آپ کے گاؤں 166/مراد میں جب غیر احمدیوں نے مسجد بنانا شروع کی تو آپ نے دل کھول کر اُن کی مالی معاونت کی۔ جب چھت ڈالنے کا وقت آیا تو انہوں نے پھر مالی مدد کی درخواست کی جس پر میرے سُسر صاحب نے چھت کا تمام خرچہ اُٹھا لیا اور اس طرح اس حدیث کے مصداق ٹھہرے

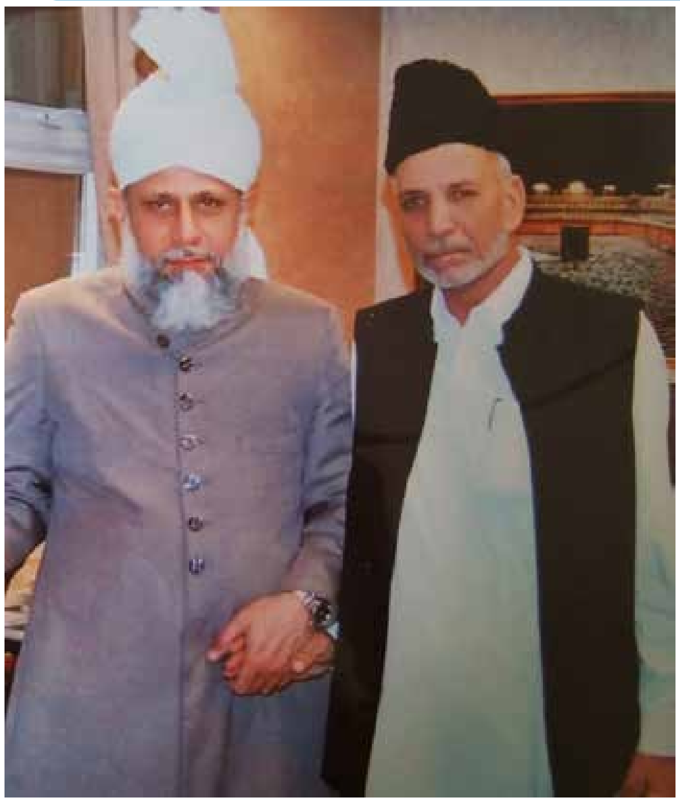

کہ جو بھی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنّت میں اُس کا گھر بنائے گا۔

آپ کو متعدد بار جرمنی اور انگلینڈ جانے کی توفیق ملی۔ ان ممالک کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے علاوہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شرفِ ملاقات بھی نصیب ہوا۔ آپ کو جو بھی جماعتی ذمّہ داری ملی اُسے بڑے احسن رنگ میں نبھایا۔

مثالی سُسر

آپ ایک مثالی سُسر تھے۔ آپ نے اپنی چھ کی چھ بہوؤں کے ساتھ مثالی برتاؤ کیا۔ سب بہوؤں کو بیٹیاں بنا کر رکھا تھا۔ آپ کی ساری بہوئیں بھی آپکی دل سے عزّت کرتیں۔ 2000ء میں جب آپ آخری بار جرمنی گئے تو جرمنی میں مقیم آپکے پانچوں بیٹوں اور بہوؤں مکرمہ طیّبہ احمد صاحبہ، مکرمہ بشارت قدیر صاحبہ، مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ، مکرمہ نادیہ شاہین صاحبہ اور آپکے داماد اور بیٹی مکرمہ قیصریٰ بیگم صاحبہ کو آپ کی خدمت کرنے اور آپ سے دعائیں لینے کی توفیق ملی۔ جرمنی میں اپنے اس قیام کے دوران جب بھی ہماری طرف آتے تو میری بڑی بیٹی عزیزہ نائلہ کو پارک میں کھلانے کے لئے لے جاتے۔ بچی بھی دادا کی صحبت سے خوب لطف اُٹھاتی اور مزے کرتی۔ میری چھوٹی بہن عزیزہ صادقہ منّورہ شادی کے بعد کافی سال آپ ہی کے ساتھ رہتی رہی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ اس تمام عرصے میں اسے بالکل اپنی بیٹی کی طرح پیار کیا اور اُسے کبھی والدین کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔

آپ نے اپنی زندگی میں کئی صدمے دیکھے۔ آپ کے بھائی مکرم محمد اکبر صاحب عین جوانی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مگر آپ نے اس صدمے کا مقابلہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے بڑے صبرو تحمل سے کیا۔ آپ نے اپنے بھائی کے بیوی بچوں کا بہت خیال رکھا۔ آپ کی بھتیجیاں بھی باپ کی طرح آپ کی عزّت کرتی تھیں (مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب کی بیوی اور آپ کی بھابھی مکرمہ فرّخ تاج صاحبہ چند ماہ پہلے اس دارِ فانی کو خیر باد کہہ چکی ہیں۔ آپ بڑی صابر وشاکر خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے) اسی طرح آپکے سب سے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد شفیع

صاحب کے بڑے بیٹے مکرم محمد امین صاحب جو محکمہ پولیس میں جاب کرتے تھے اور آپ کو بہت عزیز تھے، عین جوانی میں پانچ چھوٹے بچے اور اہلیہ کو چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ نے اس سانحہ کو بھی اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے بڑے صبر سے برداشت کیا۔ رحیم و کریم خدا سے دعا ہے کہ وہ محترم امین بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور انکے بچوں کو اپنے گھروں میں شاد و آباد رکھے۔ آمین۔ میری نند مکرمہ قیصریٰ بیگم صاحبہ کا چھوٹا بیٹا عزیزم لقمان احمد برین ٹیومر کی تشخیص کے چند ماہ کے اندر اندر جرمنی میں وفات پا گیا تھا۔ اس ناقابلِ برداشت صدمہ پر آپ نے نہ صرف خود نہایت صبر کا نمونہ دکھایا بلکہ اپنی بیٹی کی بھی بہت ڈھارس بندھائی۔

آپ دوستی نبھانا بھی خوب جانتے تھے۔ ویسے تو آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا مگر مکرم میاں محمد احمد صاحب منہاس اور مکرم میاں بشیر احمد صاحب تو گویا آپ کے جگری دوست تھے۔ فراغت کے لمحات میں انہی کے ساتھ گپ شپ ہوتی اور خوب محفل سجتی۔ آپ کے یہ دونوں دوست بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں دوستوں کے ساتھ اپنی مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کو نعمتوں والی جنت میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین

عزیز و اقارب سے حسنِ سلوک

میرے سسر صاحب بڑے جی دار انسان تھے۔ ہر رشتے کو خوب نبھاتے تھے۔ سارے بچوں کے سسرال کی بڑی عزّت کرتے تھے۔ جب بھی ان میں سے کوئی آپ سے ملنے آتا تو ان کی خوب خاطر مدارت کرتے اور ہر طرح سے خیال رکھتے اور ان کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی تذکرہ کرتے۔ 1997ء میں آپ سخت بیمار ہو گئے اور بہاولپور ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ میرے والد صاحب آپ کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے تو اپنے ساتھ ہومیوپیتھی ادویات بھی لے گئے۔ آپ نے 18 اکتوبر 1997ء کو مجھے اور میرے میاں کو ایک خط میں مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

''جو بیماری ڈاکٹرز نے لاعلاج قرار دے دی تھی، محترم نذیر احمد خادم صاحب کی دوائی جو انہوں نے بتایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ کا نسخہ ہے اُس سے اللہ کے فضل سے بہت افاقہ ہے۔ خادم صاحب میرے لئے بہت دعا کرتے اور میرا بہت خیال بھی رکھتے ہیں۔ اب میں چل آ گیا ہوں۔ یہاں بھی ہر دوسرے دن میری خبر گیری کے لئے آتے ہیں۔ یہ اللہ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ اُسنے مجھے دیندار رشتے دار اور دیندار بہوئیں دی ہیں۔''

لواحقین

آپ نے پسماندگان میں اپنی بیوہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ (مقیم جرمنی) کے علاوہ چھ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں: مکرم مظفر احمد صاحب بھٹی (ریجنل امیر و اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تربیت جرمنی)، مکرمہ قیصریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا طاہر احمد صاحب (مقیم جرمنی)، مکرم تنویر انور صاحب (مقیم جرمنی)، مکرم قدیر انور صاحب (مقیم جرمنی)، مکرم آفتاب انور صاحب (مقیم کینیڈا)، مکرم محمود انور صاحب (مقیم لندن، انگلینڈ)، مکرم ناصر محمود صاحب بھٹی (مقیم کینیڈا، سیکرٹری وصایا امارت سسکاٹون، و قائمقام زعیم سسکاٹون)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد پوتے پوتیوں اور دوہتے دوہتیوں سے نوازا تھا۔ الحمد للہ سب جماعتی کاموں اور تعلیمی میدان میں پیش پیش ہیں۔ ان میں کچھ پیارے آقا سیّدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے تعلیمی ایوارڈ بھی لے چکے ہیں۔ آپ کا ایک پوتا عزیزم ماجد شریف جامعہ احمدیہ کینیڈا میں درجہ ثانیہ کا طالب علم ہے۔ اسی طرح آپ کی پوتی عزیزہ نائلہ انور (واقفہ نو) ساسکیچوان یونیورسٹی میں میڈیسن کی طالبہ ہے۔

میرے سسر صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

ربِ رحیم و کریم سے دعا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور آپ کو اپنے پیاروں کے قرب میں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے اور آپ کی اولاد کے حق میں آپ کی ساری دعائیں قبول فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین

؎ جو پھول اُس نے اگائے ہیں اپنے آنگن میں
اسی کی خوشبو سے وہ مہکیں سارے شام و سحر

آج کی دعا

فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ

(سورۃ البقرہ: 138)

ترجمہ: اور انکی شرارتوں کے دفع کرنے کے لئے خدا تجھے کافی ہے۔ اور وہ سمیع اور علیم ہے۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت کا الہامی وعدہ ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ اور اُن کی شرارتوں کے دفع کرنے کے لئے خدا تجھے کافی ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1، بقیہ حاشیہ نمبر 11)

پھر آپؑ نے فرمایا:

''خدائے تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا''۔

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات)، جلد اوّل صفحہ 116)

پس آج کل کے حالات میں کسی بھی احمدی کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدائی وعدے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمارا مددگار رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ لیکن جہاں وہ مخالفین کی بیہودہ گوئی کو سن رہا ہے کیونکہ آج کل پاکستان میں پھر کافی شور ہوا ہوا ہے۔ اور اس کو علم ہے کہ یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ ظلم روا رکھ رہے ہیں اور اپنی تقدیر کے مطابق ایسے لوگوں کی خدا تعالیٰ نے پکڑ کرنی ہے۔ انشاء اللہ۔ اور ہمارے تجربہ میں ہے کہ ماضی میں بلکہ ماضی قریب میں ایسی پکڑ کے نظارے وہ ہمیں دکھاتا رہا ہے اور اپنی قدرت نمائی کرتا رہا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل مایوس ہوں اور ہلکا سا احساس بھی پیدا ہو۔ لیکن ہماری بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ ذمہ داری ڈال رہا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر میری طرف رجوع کرو اور میرے سے مانگو تا کہ وہ الٰہی تقدیر جو غالب آنی ہے انشاء اللہ، تمہیں بھی احساس رہے کہ تمہاری دعاؤں کا بھی اس میں کچھ حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعاؤں کو بھی سنا ہے۔ پس ان دنوں میں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

(خطبۂ جمعہ 13/ جون 2003ء، خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 210)

مرسلہ: مریم رحمٰن

منور علی شاہد۔ جرمنی

”یہ درد رہے گا بن کے دوا، تم صبر کرو وقت آنے دو“

سانحہ دارالذکر لاہور 28 مئی 2010ء

جمعہ 28 مئی کو دارالذکر پر دہشت گردوں کے حملے کو کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن شدید فائرنگ اور کبھی کبھار ہولناک دھماکوں کا سلسلہ ابھی بھی جاری تھا، لیکن انسانی آہ وبکاہ بالکل نہیں تھی، جیسا کہ عموماً ایسے حالات میں سنی جاتی ہیں۔شدید ترین مسلسل فائرنگ، گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور بم دھماکے ہم سن رہے تھے۔ فضا میں ایک انتہائی غم ناک اور سوگوار ساسماں تھا جو پہلے کبھی دیکھا، نہ محسوس کیا تھا، اندرونی ہال بارے مناظر کے مختلف وسوسے ذہن میں آرہے تھے، پیاروں کی شکلیں نگاہوں کے سامنے تھیں کہ نہ جانے کس حال میں ہونگے۔ میں جدید بلاک (شادی ہال) دارالذکر میں اپنے دفتر میں تھا، خاکسار کے ساتھ میرا بڑا بیٹا مطہر احمد طاہر کے علاوہ مکرم میر قمر سلیمان صاحب (وکیل وقف نو) اور مبشر مجید باجوہ صاحب مربی سلسلہ بھی موجود تھے۔ کئی گھنٹے پہلے جب ہم نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے کہ حملہ ہوگیا تھا، اور شدید فائرنگ شروع ہوگئی تھی۔ خاکسار نے کہا کہ شادی ہال کی کوئی بارات لگتی ہے، لیکن میر صاحب نے فوراً کہا نہیں، یہ فائرنگ، گولیاں چلنی کی آوازیں ہیں اور بعد میں اس کی تصدیق بھی ہوگئی تھی۔ بالکل ابتدائی لمحات میں میں وجہ جاننے کے لئے جب باہر نکل کر گلی کی نکڑ تک پہنچا تو دیکھا کہ دارالذکر گیٹ سیکورٹی پر مامور پولیس والے (ایک کے ہاتھ میں پستول پکڑا تھا) وہ سیکورٹی پوائنٹ چھوڑ کر ہماری طرف اندر گلی میں بھاگے آرہے تھے، میں وہیں سے واپس پلٹ گیا تھا اور دارالذکر اندر فون کیا تو حملہ ہونے کا پتہ چل گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اپنے دفتر کے کمرہ کی لائٹس بند کر کے پردے کھڑکیوں کے آگے کر دیئے تھے اور کمرہ میں موجود ٹیلی ویژن آن کر دیا تھا اور وہاں تمام چینلز پر حملے کی خبریں نشر ہونا شروع ہو چکی تھیں۔ اس سے پہلے محترم میر قمر سلیمان صاحب ربوہ اور دیگر مقامات پر ٹیلی فون پر اطلاعات دے چکے تھے اور دے رہے تھے جب کہ میں اپنے صحافی دوستوں کو اطلاع کر چکا تھا، لیکن چینلز پر خبروں کے چلتے ہی مجھے موبائل پر دوستوں کے ٹیلی فونز آنے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، سبھی میری خیریت جاننے کے علاوہ صورتحال کے بارے میں بھی پوچھ رہے تھے، انہی کالوں میں ایک ٹیلی فون کال آئی اے رحمان صاحب کی بھی تھی، بعد میں وہ مجھے ملاقاتوں میں گڑھی شاہو کا غازی کہہ کر بھی پکارا کرتے تھے۔ کئی گھنٹوں بعد باہر گلی میں بھاری جوتوں اور انسانی آوازوں سے لگ رہا تھا کہ پولیس باہر آچکی ہے، کبھی کبھار میں پردہ کی اوٹ سے باہر دیکھتا تو سامنے کی چھت سے ایک پولیس والا فائرنگ کرتا دکھائی دیتا تھا، وہ فائرنگ کر کے نیچے کہیں چھپ جاتا اور پھر نکل کر فائرنگ کرتا۔ فائرنگ کے دوران بھی اس دوران محترم میر صاحب نے متعدد بار کمرہ سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن ہم نے بمشکل انہیں روکا تھا لیکن اس بار جب فائرنگ کے وقفہ میں کچھ اضافہ ہوا تو پھر ان کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہوگیا اور وہ دروازہ کھول کر باہر صحن میں چلے گئے، میں نے پیچھے سے رکنے کی آواز دی تو آپ نے جواب دیا کہ جو باہر ہیں وہ بھی کسی کے بیٹے ہیں۔ پھر ہم بھی ان کے پیچھے کمرہ سے باہر نکل کر صحن میں آئے اور چھوٹے دروازے سے باہر گلی میں پہنچ گئے جہاں کئی درجن کے لگ بھگ پولیس ایلیٹ فورس کے جوان اور افسر موجود تھے۔ ہمارے گیٹ کے بالکل سامنے ہی دارالذکر مربی ہاؤس کی کھڑکی تھی جو باہر اسی گلی میں کھلتی تھی، ہم نے اس کھڑکی سے دیکھا کہ اندر احباب کی بہت بڑی تعداد موجود ہے،، وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے دکھائی دیتے تھے، پسینے سے شرابور لگ رہے تھے اور سب کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے، کچھ کے کپڑے اور چہرے خون آلودہ تھے، پتہ نہیں کب سے وہ باہر سے مدد کے منتظر تھے۔ ان میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل تھے، اسی وقت کھڑکی کو توڑا گیا اور احباب کو باہر نکالنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس موقع پر محترم میر صاحب نے منع کرنے کے باوجود خود کو پیش کر دیا اور کھڑکی کے نیچے کھڑی کار پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھک گئے، اندر سے کھڑکی سے احباب باہر نکلتے وقت میر صاحب کی کمر کا سہارا لیکر باہر گلی میں کود جاتے، میں پاس کھڑا ان افراد کو سہارا دیتا، بچوں کو اٹھا لیتا، لیکن یہ سلسلہ چند افراد تک چلا کیونکہ احباب کی تعداد بہت زیادہ تھی، پھر وہ لٹک کر گاڑی کے سہارے باہر نکلتے رہے تھے، یوں ساٹھ سے ستر کے قریب دوستوں کو مربی ہاؤس سے کھڑکی کے ذریعے باہر نکالا اور شادی ہال میں ان کو پہنچایا، وہاں میں نے اپنے بیٹے مطہر کو کہا کہ دفتر سے جگ گلاس لاؤ، سب کو پانی پلاؤ اور یوں سب کو پانی پلایا گیا اور ان کی حالت آہستہ آہستہ کچھ نارمل ہونے لگی، پھر زیادہ تر احباب نے اپنے گھروں میں ٹیلی فون پر رابطے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ دارالذکر کا جو عقبی گیٹ اس گلی میں کھلتا تھا اس پر بڑا اور مضبوط تالا لگا ہوا تھا، اس کو توڑے بغیر پولیس اندر نہیں جا سکتی تھی۔ بھاگ دوڑ کر کے ایک مضبوط ہتھوڑا منگوایا گیا تھا جس کو پولیس کے جوانوں نے توڑا اور پھر پولیس اور ہم اسی دروازہ سے دارالذکر کے اندر داخل ہوئے تھے۔ (اندر کی آنکھوں دیکھی روداد میں گزشتہ مضامین میں لکھ چکا ہوں)، سب سے پہلی نعش جو میں نے اندر داخل ہو کر دیکھی تھی وہ محترم خلیل سونگی صاحب شہید کی تھی، جو صحن سے اوپر جاتی سیڑھیوں کے پاس موجود تھی، بالکل سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور ان کا سینہ خون سے شرابور تھا (بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا تھا کہ حملہ کے وقت سونگی صاحب نیچے دفاتر میں موجود اور محفوظ تھے، لیکن فائرنگ کے وقفہ کے دوران باہر آجانے پر اچانک شدید فائرنگ سے شہید ہو گئے تھے، اسی طرح متعدد اور بھی شہادتیں ہوئیں تھیں) مینار کے اوپر سے دہشت گرد نیچے کی طرف فائرنگ کرتا رہا اور پھر نیچے آکر اندر مین ہال اور باہر صحن میں فائرنگ کرتا رہا، گرنیڈ پھینکتا رہا تھا، مینار کی سیڑھیوں پر جا بجا خون دیکھا گیا تھا، منصوبہ یہی لگتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو شہید کیا جائے، بالآخر بدبخت دہشت گرد نے خود کو مین ہال میں اڑا لیا تھا۔ ہال میں پڑی الگ کھوپڑی جس کو میں نے ٹھوکر ماری تھی، اس پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی عمر بیس، پچیس کے درمیان کی لگتی تھی۔ ٹی وی چینلز پر حملہ آوروں کی تعداد 2 دکھائی گئی تھی لیکن حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ ان کی تعداد دو سے زیادہ تھی۔

اگلے دو دن تک تو پھر صبح سے رات گئے تک بے انتہا مصروفیات رہی تھی، تین دن تک مین ہال کی حالت جوں کی توں رہی تھی کہ حکومتی اداروں کے بندوں اور میڈیا کا آنا جانا رہا تھا، تیسرے دن خون، بارود کی بدبو سے صورتحال ناقابل برداشت اور انسانی صحت کے لئے خطرناک ہونے لگی تو پھر وہاں وقار عمل کر کے مکمل دھلائی صفائی کر دی گئی تھی۔

اس دہشت گردی کی بازگشت دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکی تھی، ملکی اور انٹرنیشنل پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں سہ سرخیاں لگی تھی۔ سانحہ کے دن سے ہی سرکاری اعلیٰ حکام کی آمد و رفت شروع ہوگئی تھی، جو اگلے کئی دن تک جاری رہی۔ جب گورنر پنجاب سلمان تاثیر بھی تشریف لائے تھے، ملاقات والا کمرہ صحافیوں اور کیمروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، جگہ کی کمی کی باعث کمرہ کے اندر زمین پر بیٹھ کر صحافیوں نے اپنا کام کیا تھا۔ صوبائی وزیر اقلیتی امور کامران مائیکل جب دارالذکر آئے تو ان سے ملاقات ہوئی، اس ملاقات کے دوران ایک موقع پر محترم صاحب زادہ مرزا غلام احمد صاحب نے بہت جلالی انداز میں کہا تھا کہ ہم خود کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے، نہ کبھی کریں گے (مفہوم تقریباً یہی تھا)، اس پر وزیر موصوف مسکرائے تھے۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا والے خاکسار سے موبائل پر صورتحال کے بارے پوچھتے رہے جو خبر کے ساتھ شائع بھی ہوئے تھے ان میں نیویارک ٹائمز ایشیا پیسفک اور فرانس کا انگریزی نیوز چینل، اخبار ”France 24“، لاہور کا ڈیلی ٹائمز قابل ذکر ہیں۔ دوسرے یا تیسرے دن کی بات ہے کہ ایک انسانی حقوق کی تنظیم کے اراکین نے ملاقات کے بعد دارالذکر کے باہر مشعلیں جلا کر اظہار یکجہتی کرنا تھا، لیکن اس کے لئے اجازت درکار تھی، خاکسار نے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو بتایا اور کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی شامل ہوں، اس پر آپ نے کہا، کیوں نہیں، میں ضرور شامل ہونگا، پھر وہ خاکسار کے ساتھ باہر گیٹ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

پر گئے اور وہاں ان کے ساتھ جلی مشعلوں کے ساتھ کھڑے ہوئے، اس موقع پر میڈیا والوں نے تصاویر بھی لیں اور کلپس بھی بنائے، روزنامہ ڈان لاہور نے آپ کی یہ تصویر بہت واضع کر کے شائع کی تھی۔ اگلے دس دن تک صبح سے شام تک محترم مرزا غلام احمد صاحب، لوگوں سے ملتے اور گفتگو کرتے رہے لیکن آپ کے چہرہ پر کبھی تھکاوٹ نہیں دیکھی تھی۔ ماہ جون کی چیدہ چیدہ باتیں جو روزانہ رات ڈائری میں نوٹ کی تھیں ان کو اسی ترتیب سے اختصار کے ساتھ قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ سانحہ کے اگلے دن 29 مئی کو سب سے پہلے لاہور کی این جی اوز اور دیگر انسانی حقوق کی تنظیموں کے بڑے وفد کی دارالذکر آمد ہوئی، انہوں نے پہلے اظہار افسوس کیا اور پھر انہوں نے اندرون ہال کا چکر لگایا، اس موقع پر لاہور ایم ٹی اے ٹیم نے کچھ تاثرات بھی ریکارڈ کرنے تھے اور انہوں نے کئے۔ شام کو بی بی سی اردو لاہور نے دو انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ اسی شام لاہور پریس کلب میں لاہور کی معروف این جی اوز اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے نیٹ ورک جیک جوائنٹس ایکشن کمیٹی نے پرہجوم پریس کانفرنس کی جس کی صدارت محترمہ حنا جیلانی نے کی، سیپ کے ڈائریکٹر تحسین اور عرفان مفتی صاحب سمیت درجنوں مرد و خواتین نے شرکت کی، اس میں حنا جیلانی نے اور دیگر سبھی نے پریس کانفرنس میں دہشت گردی کے اس واقعہ کی پرزور اور شدید مذمت کی۔ بعد ازاں کلب کے باہر پرامن احتجاجی مظاہرہ بھی کیا۔ معروف ٹی وی اینکر مبشر لقمان نے دارالذکر کا دورہ کیا، دارالذکر کے کلپ ریکارڈ کئے اور رات گیارہ بجے ایکسپریس نیوز پر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کا لائیو انٹرویو لیا، ان کے ساتھ مجیب الرحمن شامی اور اطہر عباس تھے۔ دو جون رات آٹھ بجے کے قریب آئی جی پنجاب، ہوم سیکرٹری، ڈی پی او لاہور اور دیگر اعلیٰ حکام دارالذکر آئے اور ان کی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی، واقعہ اور سیکورٹی کے معاملات پر گفتگو ہوئی۔ مکرم ملک طاہر احمد صاحب امیر لاہور بھی ملاقات میں موجود تھے۔ تین جون۔ صبح دس بجے پولیس کے اعلیٰ حکام دارالذکر پہنچے، پہلے ان کی مکرم شیخ ریاض محمود صاحب اور کرنل محمد نعیم صاحب کے ہمراہ میٹنگ ہوئی، بعد ازاں مکرم ملک طاہر احمد صاحب کے ہمراہ لاہور میں احمدیوں کی مساجد کی سیکورٹی کے بارے میں بات چیت ہوئی۔

محترمہ عاصمہ جہانگیر کی آمد۔ ساڑھے گیارہ بجے محترمہ عاصمہ جہانگیر جماعت احمدیہ کے ساتھ اظہار یکجہتی اور واقعہ کے افسوس کرنے کے لئے دارالذکر تشریف لائیں۔ اس وقت خاکسار اپنے بیٹے مطہر احمد طاہر کو ایف ایس سی کے امتحانی سنٹر سے پک کرنے گیا ہوا تھا، جب مجھے دارالذکر سے ان کی آمد کی اطلاع اور دارالذکر پہنچنے کی ہدایت ملی۔ خاکسار پہنچا تو جدید گیسٹ ہاؤس میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خاکسار کی کمر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر اظہار افسوس کیا۔ قریباً چالیس منٹ تک ملاقات جاری رہی، ملاقات میں مکرم مرزا عدیل احمد صاحب اور محترم نواب فاروق احمد صاحب بھی موجود تھے، بعد میں محترم امیر صاحب کی ہدایت پر ان کو باہر گیٹ پر الوداع کیا گیا۔

چار جون جمعتہ المبارک۔ حملہ دارالذکر کے بعد یہ پہلا جمعہ تھا۔ مرکز سے لاہور کی بڑی مساجد میں نماز جمعہ کی ادئیگی کے لئے مرکزی جید علمائے کرام لاہور تشریف لائے اور انہوں نے نماز جمعہ پڑھائیں اور احباب جماعت لاہور نے بڑی تعداد میں پہلے سے زیادہ اس جمعہ میں شرکت کی تھی۔ انتہائی رقت آمیز ماحول میں درد و غم سے بھری دعاؤں کے ساتھ نمازیں پڑھی گئیں۔ اسی شام بی بی سی اردو ریڈیو سروس نے دارالذکر میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ احباب جماعت کے انٹرویوز لئے جن میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے علاوہ مکرم عمران ندیم صاحب (حال مقیم یوکے)، مکرم عبدالمجید قریشی صاحب اور مکرم نصیر احمد صاحب شامل تھے انٹرویوز میں نماز جمعہ پڑھنے کے بارہ میں تاثرات شامل تھے، اسی طرح رات آٹھ بجے کے قریب مکرم میجر شاہد عطاء صاحب کے توسط سے ایک انگریزی جریدہ کے لئے مکرم صاحب زادہ مرزا غلام احمد صاحب کا انٹرویو ریکارڈ ہوا۔

پانچ جون۔ اس روز ربوہ سے ماہنامہ انصار اللہ کے نمائندہ مکرم طاہر محمود صاحب اور روزنامہ الفضل کے نائب ایڈیٹر مکرم فخرالحق شمس صاحب لاہور پہنچے۔ انہوں نے شہدائے لاہور کے گھروں میں تعزیت کے لئے رابطے کرنے تھے، ان کی معاونت کے لئے مکرم عمران ندیم صاحب اور مکرم ایم ایم خان صاحب کی لاہور سے ڈیوٹی لگائی گئی۔ رات نیوز چینل سماء کے رپورٹر ابرار الحسن نے کاشف صاحب اور شیخ بشارت احمد صاحب (حال مقیم کینیڈا) کے توسط سے دارالذکر میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب سے ملاقات کی اور انٹرویو کے ٹیپس تیار کئے۔

چھ جون۔ روزنامہ الفضل اور ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کا شہداء کی فیملی کے ساتھ تعزیت کا سلسلہ اتوار کو بھی جاری رہا، ان کی معاونت خاکسار کی ٹیم کے انہی ممبروں نے کی جو ہفتہ کو ان کے ساتھ تھے۔ اسی دن اتوار کو مکرم میر قمر سلیمان صاحب وکیل وقف نو کی مع اہلیہ لاہور تشریف آوری ہوئی۔ آپ نے مکرم منیر اے شیخ صاحب شہید، امیر لاہور، مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب شہید اور مکرم جنرل ریٹائرڈ ناصر احمد صاحب شہید کے گھروں کا دورہ کیا اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ محترم امیر صاحب کی ہدایت کی روشنی میں خاکسار مع اپنی اہلیہ، مکرم این بلوچ صاحب اور احمد علی چوہدری (حال مقیم کینیڈا) ہمراہ تھے، شام چار بجے تک یہ کام جاری رہا۔

سات جون۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق میں جیک کی ہنگامی میٹنگ۔ سوموار سات جون کو ایچ آر سی پی کے دفتر میں جیک (جوائنٹ ایکشن کمیٹی برائے پیپلز رائٹس) کی ہنگامی میٹنگ، میٹنگ روم میں منعقد ہوئی، خاکسار بھی اس میں شامل تھا۔ کمیشن کے سرکردہ افراد کے علاوہ لاہور کی معروف نیشنل، انٹرنیشنل این جی اوز کے سربراہان، نمائندے اور کارکن بھی شامل تھے۔ میٹنگ کا ایجنڈا لاہور میں احمدیوں کی مساجد پر حملے تھا۔ میٹنگ میں صورتحال پر تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی اور انتہا پسندی کے خلاف مختلف لائحہ عمل، تجاویز کو منظور کیا گیا۔ میٹنگ میں شامل ہونے والوں میں آئی اے رحمان صاحب، ڈاکٹر مہدی حسن صاحب، حسین نقی صاحب، محبوب خان صاحب، اور جیک کے عہدیداران شامل تھے۔

آٹھ جون۔ پروفیسر ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب کی آمد۔ رات آٹھ بجے کے قریب پاکستان کے معروف کالم نگار، دانشور، استاد ڈاکٹر پروفیسر اجمل نیازی صاحب سانحہ کی مذمت اور شہداء کی تعزیت کے لئے دارالذکر تشریف لائے۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ملاقات کی، مکرم امیر صاحب بھی موجود تھے، رات کا کھانا انہوں نے یہیں کھایا، اس موقع پر خاکسار کے علاوہ مکرم این بلوچ صاحب اور مکرم میجر سعدی صاحب بھی موجود تھے۔

اسی رات کو محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیا۔ ایم ٹی اے ربوہ کی ٹیم کے بھی کچھ ممبران اس موقع پر موجود تھے۔

10جون۔۔۔ نو جون تو دارالذکر سے باہر مصروفیات میں گزرا، دس جون کی دوپہر کو بھی ایک انٹرویو ایم ٹی اے لندن کی ریکارڈنگ ماڈل ٹاؤن میں ہوئی تھی۔ مکرم نصیر شاہ صاحب چیئرمین اہم ٹی اے بھی موجود تھے، مکرم وجاہت مسعود صاحب، صحافی اعظم خلیل صاحب کے انٹرویوز لئے گئے تھے اور مکرم مجیب الرحمن صاحب ایڈوکیٹ نے یہ لئے تھے۔ اسی دن سہ پہر تین بجے چینل 5 کی ٹیم نے دارالذکر میں مکرم مرزا غلام احمد صاحب اور مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ کے انٹرویو لئے۔ اس کے بعد وقفوں سے گاہے بگاہے انٹرویوز کا سلسلہ جاری رہا۔ 13 جون کو ایچ آر سی پی کے دفتر میں ایم ٹی اے لندن کے چیئرمین کی نگرانی میں انٹرویوز ہوئے، جس میں مکرم آئی اے رحمان صاحب، مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ اور مکرم راجہ غالب احمد صاحب نے شرکت کی۔ 22 جون کو فرانس کے معروف انگریزی ٹی وی نیوز چینل 24 فرانس نے گیارہ بجے انٹرویو ریکارڈ کئے۔ 23 جون کو اسلام آباد سے بی بی سی کی اردو، انگریزی زبان کی ٹیموں کی شام پانچ بجے دارالذکر میں آمد ہوئی اور انہوں نے پروگرام ریکارڈ کیا، معاونت کرنے والوں میں مکرم آفتاب احمد (جرمنی) اور مکرم این بلوچ صاحب شامل تھے۔

طلوع وغروب آفتاب

28 مئی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:12	18:57
مدینہ منورہ	04:04	19:05
قادیان	03:48	19:27
ربوہ	03:28	19:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:27	21:05